87823- بیٹی پیدا ہونے کی صورت میں بڑے مہر میں شادی کرنے کی نذر ماننا اور پھر اس نذر میں تبدیلی کرنا

سوال

میری والدہ نے نذر مانی تھی کہ جب بیٹی پیدا ہو تو اس کی خوشی سات یوم تک کریگی اور اس کا مہر سات ہزار عمانی ریال ہوگا، اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ نوجوانوں پر مہر زیادہ کی ادائیگی اور پھر عورتوں کا شادی کی عمر سے نکل جانا بہت زیادہ ہے، اگر ہم یہ نذر پوری نہ کریں اور بیٹی کی شادی میں آسانی چاہیں تو کیا حکم ہوگا ؟

پسندیدہ جواب

اول :

شادی میں آسانی کرنا اور مہر زیادہ نہ ہونا اور شادی کے اخراجات میں کمی ایک قابل تعریف عمل ہے، اور اس میں ہی خاوند اور بیوی کے خیر و برکت ہے، اور پھر خاوند پر بھی مہربانی ہے کہ وہ اس کے لیے قرض کے بوجھ تلے نہیں آتا، اور سب نوجوانوں کے لیے بھی مہربانی ہوگی اور انہیں فتنہ سے نکالنے کا باعث اور ان کی عفت و عصمت میں آسانی کا باعث ہوگا، اس لیے آپ کا مہر میں کمی کرنا ایک اچھا عمل ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کو اللہ تعالی اس کی توفیق دے اور اس میں آسانی پیدا فرمائے.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" عورتوں کا مہر زیادہ کرنا مکروہ ہے، اور اس میں جتنی بھی تخفیف اور آسانی ہو یہ سنت ہے " انتہی

دیکھیں : فتاوی الشیخ ابن باز (87/21).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا :

مہر زیادہ کرنے اور شادی کی تقریبات کے اخراجات میں اسراف اور خاص کر ہنی مون جس میں بہت زیادہ اخراجات کیے جاتے ہیں کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

" مہر اور شادی کی تقریبات میں بہت زیادہ خرچ کرنا یہ سب کچھ شریعت کے مخالف ہے، کیونکہ سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم از کم خرچ ہو، اور جتنے اخراجات کم ہونگے اتنی ہی برکت زیادہ اور عظیم ہوگی....

اور اسی طرح تقریبات میں بھی بہت زیادہ اخراجات کرنے سے شریعت اسلامیہ نے منع کیا ہے، اور یہ درج ذیل فرمان باری تعالی میں داخل ہوتا ہے :

.{اور تم اسراف مت کرو یقینا اللہ عزوجل اسراف کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا}.

اور پھر اس طرح کے معاملہ میں واجب یہی ہے کہ یہ شریعت کے مطابق ہو، اور انسان اس کی حد سے تجاوز مت کرے اور اس میں کسی بھی قسم کا اسراف مت کرے، کیونکہ اللہ عزوجل نے اسراف سے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے :

.{یقینا اللہ تعالی اسراف کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا}.

اور جسے ہنی مون کا نام دیا جاتا ہے یہ توسب سے زیادہ خبیث اور ناراضگی و بغض والا کام ہے؛ کیونکہ یہ غیر مسلموں کی نقالی اور تقلید ہے، اور پھر اسمیں بہت زیادہ مال کا ضیاع بھی ہے، اور اس کے ساتھ بہت سارے دینی امور کا بھی ضیاع ہے خاص کر جب یہ غیر اسلامی ممالک میں جا کر منایا جائے، کیونکہ وہاں جا کر ایسا کام کرنے والے واپس آتے ہیں تو وہ اپنے ساتھ ایسی عادات اور تقلید لاتے ہیں جو ان کے لیے بھی نقصاندہ ہوتی ہیں اور اسلامی معاشرے کے لیے بھی نقصاندہ۔

اور ان امور سے امت کو خطرہ ہے، لیکن اگر انسان اپنی بیوی کو لے کر عمرہ کے لیے جائے یا پھر مدینہ نبویہ کی زیارت کرنے چلا جائے تو ان شاء اللہ اسمیں کوئی حرج نہیں" انتہی

دیکھیں : فتاوی اسلامیۃ (175/3).

مزید آپ سوال نمبر (10525) اور (12572) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

دوم :

نذر پوری نہ کرنے کی حالت میں اور یہی آپ کے لیے بہتر ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے آپ کی والدہ پر قسم کا کفارہ لازم آتا ہے، کیونکہ اس نے ایک مباح نذر مانی تھی جس کا پورا کرنا ضروری وواجب تھا، بلکہ اس میں انسان کو اختیار ہے کہ وہ نذر پوری کرے یا قسم کا کفارہ ادا کرے، اور قسم کا کفارہ ایک غلام کی آزادی یا پھر دس مسکینوں کو درمیانے درجہ کا کھانا کھلانا جو خود کھاتے ہیں، یا درمیانہ درجہ کا دس مسکینوں کو لباس دینا ہے.

اور اگر وہ ان تین اشیاء میں کچھ نہ پائے تو پھر تین روزے رکھے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"مباح نذر مثلا لباس پہننے، اور جانور پر سواری کرنا، اس نذر میں نذر ماننے والے کو اختیار دیا جائیگا کہ وہ نذر پوری کرے اور اگر چاہے تو نذر کو چھوڑ کر قسم کا کفارہ ادا کر دے.." انتہی

دیکھیں : المغنی (70/10) کچھ کمی و بیشی کے ساتھ

اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو ایسے اعمال کرنے کی توفیق نصیب فرمائے جو اسے پسند ہیں اور جن سے وہ راضی ہوتا ہے.

واللہ اعلم.